ڈاکٹر [illegible] حاق
مترجم: شاہد حسین رزاقی

شیخ احمد سرہندی اور ان کا مکتبِ محدثین

۱۰۰۰ تا ۱۲۹۶ھ — ۱۵۹۲ تا ۱۸۷۸ء

مجدّد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی ۹۷۱ تا ۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۴ تا ۱۶۲۴ء

شیخ احمد بن عبد الاحد فاروقی سرہندی جو مجدّد الف ثانی کے نام سے مشہور ہیں سلسلۂ مجددیہ کے نامور بانی تھے۔ وہ شوال ۹۷۱ھ مئی ۱۵۶۴ء میں سرہند میں پیدا ہوئے تھے۔ سرہند مشرقی پنجاب میں ہے اور لوگ بطور احترام اسے سرہند شریف کہتے ہیں۔ شیخ احمد نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر وہ سیالکوٹ اور وہاں سے کشمیر گئے اور ملّا کمال الدین کشمیری (م ۱۰۱۷ھ) سے معقولات اور شیخ یعقوب صرفی (م ۱۰۰۳ھ) سے منقولات کا درس لیا۔ شیخ یعقوب نے ان کو صحیح بخاری، تبریزی کی مشکوٰۃ اور سیوطی کی الجامع الصغیر کا درس دینے کا اجازہ دیا۔ اس کے علاوہ شیخ احمد نے قاضی بہلول بدخشی سے صحاح ستہ کے لیے اجازہ بھی حاصل کر لیا۔ بدخشی مکّہ کے مشہور محدّث عبد الرحمن بن فہد کے شاگرد تھے[1] ۱۰۰۸ھ ۱۵۹۸ء میں خواجہ عبد الباقی نقشبندی (م ۱۰۱۲ھ) نے شیخ احمد کو سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔ ۲ صفر ۱۰۳۴ھ (نومبر ۱۶۲۴ء) کو شیخ احمد نے ۶۳ سال کی عمر میں سرہند میں وفات پائی، جہاں ان کی درگاہ آج بھی ایک مشہور زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔

شیخ احمد سرہندی حدیث کے متبحر عالم تھے جس کا ثبوت ان کے مکتوبات کے مطالعہ سے بھی ملتا ہے لیکن تصنیف و تالیف کی حد تک اس موضوع پر انھوں نے صرف ایک رسالہ اربعین لکھا ہے۔ محدّث اور مصلح کی حیثیت سے حضرت مجدّد نے جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ حدیث

---

[1] رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند کا یہ خیال درست نہیں کہ عبد الحنان ہندی محدث تھے زبدۃ المقامات ورق ۹۲-الف

پر کتابیں لکھنا اور کسی کالج میں درس دینا نہیں ہے اگرچہ وہ یہ بھی کیا کرتے تھے بلکہ ان کا اصل کام یہ ہے کہ اس زمانے کی حکومت و سیاست میں جو زبردست افراتفری اور پراگندہ خیالی پھیلی ہوئی تھی اس کے ہوتے ہوئے بھی انھوں نے قرآن اور حدیث کی تعلیم و اشاعت کے لیے سازگار حالات پیدا کر دیے۔ اکبر کی حکمت عملی سنیوں کے خلاف تھی اور عباسی خلفاء کے ایرانی وزیروں کی طرح دربار اکبری کے بعض امرا بھی جو بہت با اقتدار تھے سُنّی عقائد کو تباہ و برباد کرنے کے درپے تھے اور دوسری طرف صوفیانہ زہد و تقدس کا نام لے کر ہر قسم کی غیر اسلامی بدعتوں کی تعلیم دے رہے تھے اور ان پر عمل بھی کر رہے تھے جن کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں تفرقہ و انتشار پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت مجدد نے ان تمام خرابیوں اور گمراہیوں کے خلاف علانیہ جہاد شروع کر دیا اور وعظ و تلقین کر کے نیز رسائل و مکتوبات لکھ کے ہر طبقہ کے لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے باخبر کرنے لگے۔ اس تبلیغی جہاد کی وجہ سے حکومت ناراض ہو گئی اور شہنشاہ جہانگیر نے حضرت مجدد کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا۔ جہاں سے انھیں دو سال کے بعد رہا کیا گیا۔ حضرت مجدد کی خدا پرستی، اسلام کی صداقت پر کامل ایمان اور پاکیزہ زندگی سے جہانگیر اس حد تک متاثر ہوا کہ اس نے اپنے لڑکے شہزادہ خرم کو ان کے روحانی فیوض سے مستفید ہونے کی ترغیب دی اور آخر کار حضرت مجدد کے اس عظیم مقصد کو جس کے لیے انھوں نے اپنی زندگی وقف کر دی تھی شہنشاہ نے تسلیم کر لیا اور اپنے عہد کے مسلمانوں کی اصلاح کرنے کی کوششوں میں بھی وہ برابر کامیاب ہوتے گئے ۔ چنانچہ ہند اور بیرون ہند کے لاکھوں مسلمانوں نے جو معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے تھے، ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی اخلاقی اور روحانی زندگی درست کرنے کا راستہ اختیار کر لیا۔ حضرت مجدد نے اسلامی تعلیمات کی صحیح تاویل کر کے اور اپنی زندگی کو ایک بہترین عملی نمونہ بنا کے اسلام کو نہ صرف تفرقہ و انتشار سے بچا لیا بلکہ شریعت اور طریقت میں وہ ربط و امتزاج بھی پیدا کر دیا جس کی بہت ضرورت تھی۔

حضرت مجدد کی کامیابی کا حقیقی راز یہ ہے کہ انھوں نے مسلمانوں میں قرآن اور حدیث کے مطالعہ کو فروغ دینے پر بہت زور دیا اور قرآن و حدیث کی تعلیمات پر مبنی اصلاح و ترقی کا جو مبارک کام انھوں نے شروع کیا تھا اسے ان کے اخلاف نے پشتہا پشت جاری رکھا۔

شیخ احمد سرہندی کے مکتب سے تعلق رکھنے والے محدثین کے مختصر حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔ شیخ سعید بن شیخ احمد سرہندی (۱۰۰۳ تا ۱۰۷۰ھ - ۱۵۹۴ تا ۱۶۵۹ء)

شیخ سعید کا لقب خازنِ رحمت تھا۔ انھوں نے حدیث کی تعلیم اپنے والد اور عبدالرحمان رومی سے حاصل کی تھی جب ان کے والد ضعیف ہو گئے تو ان کی خانقاہ میں شیخ سعید حدیث اور دوسرے علوم کا درس دینے لگے اور انھوں نے یہ سلسلہ ۱۰۳۴ھ - ۱۶۲۴ء میں حرمین جانے تک جاری رکھا ۱۰۶۹ھ ۱۶۵۸ء میں شیخ سعید سرہند واپس آئے اور ۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ء میں وفات پائی۔

تصنیف:

شیخ سعید نے مشکواۃ المصابیح کے حواشی لکھے تھے

۲۔ فرخ شاہ بن شیخ سعید (۱۰۳۸ تا ۱۱۱۲ھ - ۱۶۲۹ تا ۱۷۰۳ء)

فرخ شاہ کئی علوم پر عبور رکھنے والے محدث تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ستر ہزار احادیث مع اسانید حفظ کر لی تھیں اور اسی بنا پر وہ حافظ کے لقب سے مشہور ہوئے تھے۔

۳۔ سراج احمد مجددی (۱۱۷۶ تا ۱۲۳۰ھ - ۱۷۶۲ تا ۱۸۱۵ء)

سراج احمد بن مرشد بن ارشد بن فرخ شاہ ۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء میں سرہند میں پیدا ہوئے تھے ۱۱۷۷ھ ۱۷۶۳ء میں سکھوں نے سرہند کو تیسری مرتبہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور سراج احمد کے والد شیخ مرشد (۱۱۱۷ تا ۱۲۰۱ھ) مع افراد خاندان وطن چھوڑ کر رام پور چلے گئے۔ سراج احمد نے حدیث کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی جو ایک عالم اور محدث تھے۔ سراج احمد ایک مشہور محدث سلام اللہ (م ۱۲۲۹ھ) کے ہم عصر تھے جن کا تعلق نامور محدثین دہلی عبدالحق دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) کے خاندان سے تھا سراج احمد نے ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۵ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ ان کی لاش رام پور لائی گئی جہاں وہ اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

تصانیف:

(۱) ترجمہ فارسی صحیح مسلم سراج احمد نے صحیح مسلم کے فارسی ترجمے میں تشریحی نوٹ

بھی درج کیے ہیں۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے اور اس کا ایک نسخہ رام پور کے سرکاری کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۲) **شرح فارسی علی جامع الترمذی**: یہ جامع الترمذی کی مختصر شرح ہے جو فارسی میں لکھی گئی ہے۔ نظامی پریس دہلی نے اسے مجموعہ شروح اربع کے ساتھ شائع کیا تھا۔ سراج احمد نے ذوالحجہ ۱۲۲۰ھ فروری ۱۸۰۶ء میں یہ شرح لکھنی شروع کی اور ذوالحجہ ۱۲۲۲ھ جنوری ۱۸۰۸ء میں اسے مکمل کیا۔ مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب لکھتے وقت جامع کی کوئی شرح یا ترجمہ ان کے پیش نظر نہ تھا کہ وہ اس سے استفادہ کر سکتے گویا کہ یہ تصنیف ان کی ذاتی محنت اور علم حدیث میں تبحر کا نتیجہ ہے۔ اس شرح کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ سراج احمد ایسی بیشتر احادیث کی اسناد تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جن کے متعلق ترمذی نے صرف اتنا حوالہ دیا تھا کہ وفی الباب عن فلاں وفیہ عن فلاں۔

مزید برآں انھوں نے غیر مانوس ناموں اور نسبتوں کا صحیح تلفظ یا ضبط بھی درج کیا ہے جو ترمذی کی جامع میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) **رسالہ در ذکر طعام و شرب** (رام پور، فارسی مخطوطات) یہ رسالہ فارسی میں لکھا گیا ہے اس میں کھانے، پینے کی ان چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جو احادیث کے مطابق آنحضرتؐ نوش فرماتے تھے۔

۴۔ شیخ معصوم بن شیخ احمد سرہندی (م ۱۰۸۰ھ - ۱۶۶۹ء)

شیخ معصوم حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے فرزند تھے اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (م ۱۱۱۹ھ) کے عہد میں ان کو روحانی پیشوا کا مرتبہ حاصل تھا۔ شیخ معصوم کو علم حدیث پر کافی عبور حاصل تھا اور جب وہ فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے حرمین گئے تھے تو مکہ معظمہ کے محدثین سے سند حاصل کی تھی۔

۵۔ خواجہ سیف الدین سرہندی (م ۱۰۹۸ھ)

خواجہ سیف الدین شیخ معصوم کے فرزند تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی علم حدیث کی اشاعت و تعلیم کے لیے وقف کر دی تھی اور اپنی خدمات کے صلے میں محی السنۃ کے لقب سے مشہور ہوئے شیخ معصوم نے اورنگ زیب عالمگیر کی روحانی تربیت کا فرض بھی خواجہ سیف الدین کے ذمے

کر دیا تھا۔ انھوں نے ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء میں وفات پائی۔

۶۔ خواجہ اعظم بن سیف الدین سرہندی (۱۰۶۶ تا ۱۱۱۴ھ - ۱۶۵۵ تا ۱۷۰۲ء)

خواجہ اعظم ایک ممتاز محدث تھے اور ان کا زمانہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت (۱۰۶۹ تا ۱۱۱۹ھ - ۱۶۵۹ تا ۱۷۰۷ء) تھا۔ انھوں نے اپنے والد سیف الدین اور چچا فرخ شاہ (م ۱۱۱۲ھ) سے حدیث کا درس لیا تھا۔ خواجہ اعظم نے ۱۱۱۴ھ - ۱۷۰۲ء میں سرہند میں وفات پائی اور اپنے والد کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔

فیض الباری شرح صحیح البخاری ان کی مشہور تصنیف ہے۔

۷۔ شاہ ابو سعید بن صفی القدر مجددی (۱۱۹۶ تا ۱۲۵۰ھ - ۱۷۸۲ تا ۱۸۳۵ء)

شاہ ابو سعید خواجہ سیف الدین کے پرپوتے اور شاہ عبد الغنی مجددی (م ۱۲۹۶ھ) کے والد تھے وہ ذوالقعدہ ۱۱۹۶ھ اکتوبر ۱۷۸۲ء میں رام پور میں پیدا ہوئے تھے۔ اپنے چچا سراج احمد اور شاہ رفیع الدین دہلوی (م ۱۲۴۹ھ) اور شاہ عبد العزیز دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) سے علم حدیث حاصل کیا اور مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۵ھ) کے بنا کردہ سلسلۂ طریقت میں اپنے مرشد غلام علی کے جانشین ہوئے۔ شاہ ابو سعید نے شوال ۱۲۵۰ھ فروری ۱۸۳۵ء میں حرمین سے واپسی کے بعد ٹونک میں وفات پائی اور دہلی میں جان جاناں کے مزار کے قریب دفن کیے گئے۔

۸۔ شاہ عبد الغنی بن ابی سعید مجددی دہلوی (۱۲۳۵ تا ۱۲۹۶ھ - ۱۸۱۹ تا ۱۸۷۸ء)

شاہ عبد الغنی علم حدیث میں دار العلوم دیوبند کے مشہور بانی مولانا قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ) کے استاد تھے۔ انھوں نے صحاح ستہ کا درس اپنے والد شاہ ابو سعید سے لیا تھا جن کی اجازت سے وہ اپنے شاگردوں کو حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ عبد الغنی نے صحیح بخاری کا کچھ حصہ شاہ اسحاق دہلوی سے بھی پڑھا تھا۔ ۱۲۴۹ھ ۱۸۳۳ء میں عبد الغنی اپنے والد کے ہمراہ حرمین گئے اور وہاں شیخ عابد سندھی ثم مدنی سے صحاح ستہ کا درس دینے کی اجازت حاصل کی ۱۸۵۷ء کی شورش عظیم کے دوران میں عبد الغنی ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں آخر وقت تک طلبا کی کثیر تعداد کو حدیث کا درس دیتے رہے شاہ عبد الغنی نے محرم ۱۲۹۶ھ دسمبر ۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔

انجاح الحاجہ فی شرح ابن ماجہ ان کی مشہور تصنیف ہے۔ جو علمی پریس دہلی نے شائع کی ہے۔